# اصحاب صفہ کے فضائل ومقام:
# کشف المحجوب کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

# Virtues and Status of Ahl-e-Suffa: An Analytical study in the light of kashf-al-Mahjoob

**DOI: 10.5281/zenodo.7483261**

*ڈاکٹر نور حیات خان

**حافظ محمد خالد شافعی

## *Abstract*

*Ahl-e-Suffa were a group of pious people and were the true followers and devotees to Allah and his beloved prophet PBUH. They were the symbol of modesty, leadership, saint, and true guider for the ordinary as well as intellectual class. Kashf-ul-Mahjoob is a matchless masterpiece for those who want to follow the path of Tasawuff. There are golden examples in it for the true followers who want to purify their selves from the wrong wishes and desires to make their soul free from impurities. This research paper will address the personalities who are famous in the history of Islam as ascetics, adorer, veracious, and leader. Their status, position, work, mortification, acquiescence, and excellence will be addressed into the following sections:*

- *Introduction to Suffa and Ahl-e-Suffa*
- *Highness and work of Ahl-e-Suffa*
- *Ahl-e-Suffa as leaders for us in modern times*

**Key words:** *Suffa, Ahl-e-Suffa, Kashf-ul-Mahjoob, Masterpiece, Tasawuff.*

**کلیدی الفاظ:** صفہ، اہلِ صفہ، کشف المحجوب، مقام اہل صفہ، خدمات اہل صفہ، استفادہ

**تمہید** **اہل صفہ** جو خدائے واحد کے وفا شعار اور رسولِ خدا کے عاشق تھے، ان کی زندگیاں راہِ حق کے سنگِ میل کی طرح ہیں۔ دین اسلام کے اولین بے خانما اور بوریا نشین یاران رسولِ ہاشمی ہیں، جو ہر دور کے زعمائے اسلام کے لیے مینارہ نور، مجاہدین اسلام کے لیے مشعلِ راہ، اصحابِ شریعت وطریقت کے لیے مرشد، متقین اور زاہدین کے لیے امام اور طالبان آخرت کے لیے مینارہ حیات ہیں۔

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، نمل، اسلام آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، آئی بی آئے یونیورسٹی سکھر

کشف المحجوب جو اہل تصوف و طریقت، صابرین اور زاہدین کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہے اور توشہ راہ عمل ہے۔ کیا اس وقیع تصنیف میں ان جان نثاروں راہِ حق کے بارے میں کچھ معلومات مل سکتی ہیں؟ ان کے خدمات دین اور مقام کا اس تصنیف سے کوئی اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟

اگر موضوع کے حوالے سے سابقہ تحقیقات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بالعموم کتبِ حدیث و سیر اور سیر صحابہ جیسے تراث میں ان کا خاصہ مواد ملتا ہے، تاہم کشف المحجوب کی روشنی میں اس پر کام نہیں ہوا۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس مقالے میں ان خاصانِ خدا کو موضوعِ سخن بنایا جائے۔

کیوں کہ علمائے ربانیین، متلاشیانِ حق اور خوشہ چینوں کے لیے ان کی زندگیاں مینارہ نور ہیں۔ جنہوں نے احکامات الٰہی کے ساتھ علم الرسول کو محفوظ کیا اور انسانوں تک منتقل کیا۔

## مبحث اول: صفہ و اہل صفہ اور کشف المحجوب

کشف المحجوب دنیائے تصوف کے امام الہمام حضرت پیر شریعت وطریقت ابو الحسن، سید علی بن عثمان الجلابی الغزنوی الہجویری داتا گنج بخشؒ (400ھ-456 تا 465ھ) کی تصنیف لطیف ہے۔

جس کا ترجمہ کئی حضرات نے لکھا ہے۔ میرے سامنے جو ترجمہ موجود ہے وہ علامہ فضل الدین گوہر کے قلم سے ہے۔ اور مقدمہ پیران پیر حضرت چیف جسٹس محمد کرم شاہ الازہریؒ کے قلم سے ہے۔ جو جون 2010ء میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب 39 ابواب پر مشتمل ہیں۔ جس میں سے 9 واں باب اہل صفہ کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس باب میں تطویل کے خوف سے داتا گنج بخشؒ نے صرف 22 اہل صفہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اصحاب صفہ کے فضائل اور تصوف پر علیحدہ سے ایک کتاب بھی آپ نے تصنیف فرمائی تھی، جس کا نام "منہاج الدین" تھا، مگر کسی شخص نے وہ کتاب آپ سے ادھار مانگی اور آپ کا نام مٹا کر اپنے نام سے شائع کرادی۔ جیسا کہ آپ نے کشف المحجوب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

### صفہ کا تعارف

لغوی طور پر صفہ کی جمع صفف، صفات، صفاف ہیں[1] یعنی وہ چبوترہ جس پر گھاس پھوس کی چھت ہو[2] بقول ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم: پلیٹ فارم، ڈائس یا بلند مقام کو بھی صفہ کہا جاتا ہے[3] اس کے علاوہ مکان کے آگے کی ڈیوڑھی اور دروازے کے آگے بیٹھنے کی جگہ کو بھی صفہ[4] اس لئے کہا جاتا ہے۔ صفہ المسجد، صفۃ السرج الرحل۔ مسجد کا سایہ دار جبوترہ زین یا کجاوے کی گدی[5]۔

ایسے مرتب، ممیز اور ممتاز و علیحدہ نشت گاہ جو کسی تعمیر یا مکان کے ساتھ تربیت دیا جائے صفہ کہا جائے گا۔ صفہ البیت، صفۃ المبناء۔ صفۃ المسجد، جیسا کہ کتبِ احادیث و معاجم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

مسجد نبوی میں وہ جگہ جہاں خواتین صحابیات تشریف رکھتی تھی اور ان کی عبادت و تعلیم کی نشت گاہ تھی اسے صفہ النساء سے تعبیر کیا گیا ہے (6) جس طرح کی نشت گاہ مردوں کی تعلیم وتربیت اور قیام کے لئے تھی عام طور پر صفہ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ خاص کر جہاں بے خانماں مہاجرین پناہ لیتے تھے جس کا کوئی گھر بار نہ تھا جنہیں اضیاف الاسلام کہا جاتا تھا(7) اور اپنے شب وروز گزارنے کے ساتھ ساتھ تعلیم وتربیت بھی یہاں سیکھتے تھے۔ کتب حدیث وسیرت کے مطابق جہاں سب سے پہلے مہاجرین قیام پذیر ہوگئے تھے اسے صفۃ المہاجرین کہا گیا ہے (8)۔

## صفہ اور ظلہ میں فرق

ابن منظور اور سمہودی نے صفہ کو ظلہ بھی کہا ہے۔ ظلہ کا مطلب سائباں ہے۔ یعنی وہ چبوترا جس کے اوپر سایہ ہو نیچے چبوترہ اور ارد گرد دیوار نہ ہو، اسے صفہ اور ظلہ کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بیٹھنے کی جگہ کھلی ہو تو شرفہ اور اگر چھپر ہو تو اسے سقیفہ یا صفہ کہ جائے گا۔ سقیفہ بہت بڑے چوبارے کو کہتے ہیں اور صفہ چھوٹے سے مسقف چبوترے کو (9)

## دور جدید کا صفہ

شیخ البتنونی لکھتے ہیں: صفہ چبوترے کی شکل میں ہے۔ زمین سے نصف میٹر بلند اور بارہ میٹر لمبا اور آٹھ میٹر چوڑا ہے۔ اس کے چاروں طرف تانبے کا جالی دار گھیرا بنا ہوا ہے (10) چنانچہ محمد طاہر ابراہیم لکھتے ہیں:

"باب جبریل سے مسجد نبوی میں داخل ہو تو دائیں جانب یہ متبرک چبوترہ آج بھی قائم ہے۔ جو مسجد نبوی کے اندر آگیا ہے اور مسجد کی طرف خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی سات میٹر چوڑائی تین میٹر اور اونچائی نصف میٹر ہے۔ تین جانب سے نصف میٹر اونچی سنہری ریلنگ لگی ہوئی ہے۔ اس چبوترے پر بھی مسجد کی طرح قالین بچھے ہیں"(11)

الغرض صفہ وہ مقامِ متبرک ہے جہاں ہمارے پیغمبر رسول ﷺ کے پیارے صحابہ وصحابیات دینی مقاصد کے لئے تشریف لاتے تھے۔ علم و عمل سیکھنے اور وحی الہی سے بذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ مستفید ہوتے۔ آج تک اس بابرکت مقام کو محفوظ کیا گیا ہے، جہاں حجاج کرام اور زائرین حرمین شریفین اپنے ورود کو سعادت اور باعث خیر وبرکت سمجھتے ہیں۔

## صفہ کا قیام

یہ مسجد نبوی میں یہ وہ ممتاز اور عام مسجد سے بلند حصہ ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلامی ریاست کے تاسیس کے ساتھ جن امور پر توجہ دی گئی تھی ان میں سے ایک مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ صفہ کا قیام بھی تھا۔ جس کے تعلیم یافتہ خاصانِ خدا نے نہ صرف ریاست مدینہ بلکہ دنیا میں اسلامی نظام حیات کے جڑیں مظبوط کئے اور آج تک دنیا میں قائم جامعات اور درس گاہوں میں اس کا روح جاری وساری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی جو ذمہ داری (تلاوت آیات، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب، وحکمت) بیان فرمائی ہے، اس کو امت تک پہنچانے کے لئے ایسے افراد کو تیار کرنا بھی آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک کھلی اقامتی درس قائم فرمائی، جس کے فارغ التحصیل ربانیین نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی، جس کے ایک حصے میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے لیے تدریس کا انتظام کیا۔ یہ جگہ صفہ کے نام سے معروف ہے جو رات کے وقت اقامت گاہ بن جاتی اور دن کے وقت ایک لیکچر ہال، جہاں ہر کوئی بیٹھنے اور حصول علم کے لئے آزاد تھا"(12)

آپ ﷺ نے مرد وعورت دونوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے لیے علم کے دروازے کھول دیے۔ اور صفۃ الرجال کے ساتھ صفۃ النساء میں یہ سلسلہ جاری رہا، جو آپ ﷺ کے فرمان ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ))(13) سے واضح ہے۔

آپ ﷺ کے قائم کردہ درس گاہ صفہ کا کمال تھا کہ جہاں، ہر جنس اور ہر عمر کے افراد زیور تعلیم وتربیت سے مستفید ہو رہے تھے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر نصیر احمد لکھتے ہیں۔

"درس گاہ صفہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بچے اور پیر وجوان، نیز عورتوں کی تعلیم وتربیت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا"(14)

صفۃ النساء کی برکت سے بہت سارے صحابیات اسلامی تعلیمات واحکامات سے بہرہ ور ہوئیں چنانچہ حارث بن نعمان کی صاحبزادی بیان کرتی ہے:

((مَا حَفِظْتُ ق إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ))(15)

"میں نے رسول ﷺ سے سورت ق کو زبانی یاد کیا جو آپ ﷺ ہر جمعہ کے خطبہ میں پڑھتے تھے"

صفہ کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ یہ تعلیم کے ساتھ ساتھ بے گھر انسانوں کے لئے اقامت گاہ بھی تھا جہاں مہاجرین کے ساتھ ان کو بھی جگہ دی جاتی تھی جن کا گھر بار نہیں ہوتا تھا چنانچہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے مقروض ہوئے اور گھر بیچنا پڑا تو صفہ میں قیام پذیر ہو گئے(16)۔

صفہ کی نقشِ سنت پر چل کر آپ ﷺ کے زمانے میں جتنے بھی مساجد تھیں، ہر ایک میں مدرسہ قائم تھا جہاں درس وتدریس کا سلسلہ چلتا تھا، چنانچہ مسجد قباء میں جو مدرسہ تھا، آپ ﷺ اس کی نگرانی خود فرماتے اور گاہے بگاہے وہاں تشریف لے جاتے تھے(17)

صفہ کے مکینوں اور معلمین نے دنیا میں علم وعمل کے نہ صرف مینار روشن کئے، بلکہ علم کے اشاعت ساتھ ہی انسانی حقوق کا تحفظ بھی کیا، جنہیں پامال کیا جارہا تھا۔

## اصحاب صفہ کے اساتذہ اور متعلمین

یہ پاکیزہ نفوس محسنین امت ہیں، جن کی زندگیوں کا مقصد تعلیم دین، اس کا نشر و اشاعت، خدمت اسلام اور خدمت انسانیت تھا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے زندگی کی تمام آسائشیں اور عیش و عشرت آپ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کیا۔ ان کا وطن اسلام، حسب نسب اسلام اور زندگی برائے اسلام تھی، جن کی ترجمانی عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں کی ہے:

((اخْتَارَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ ، وَإِقَامَةِ دِينِهِ)) [18]

## اصحاب صفہ کے تعلیمی اوقات کار

اصحاب صفہ کی تعلیمی سرگرمیوں کو تین طرح سے تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ وہ حضرات جو ہمہ وقت صفہ مسجد نبوی میں مستقل اور باقاعدہ قیام رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے صحبت و تعلیم سے فیض یاب ہوتے تھے۔

2۔ وہ حضرات جو شہر میں رہتے تھے اور جب بھی موقع ملتا آپ ﷺ کے صحبت و تعلیم سے اپنا حصہ پاتے اور وقتاً فوقتاً، حسب ضرورت فیضان رسول ﷺ سے جولی بھر لیتے اور پھر پلٹ کر چلے جاتے۔

3۔ کچھ وہ حضرات بھی تھے جو مختصر مدت کیلئے صحبت نبوی میں آتے اور تفقہ فی الدین کر کے چلے جاتے۔

## کل وقتی اور جزوقتی اصحاب صفہ

اس اصطلاح کے مطابق انہی صحابہ کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے جو ہمہ وقت اور مستانہ وار آپ ﷺ کے پاس حاضر رہتے اور دیدار مصطفوی اور دیگر عبادات و ریاضیات سے مستفید رہتے جیسے ابوہریرہ، سلمان فارسی، ابوذر اور حضرت بلال وغیرہ رضی اللہ عنہم۔

اسی طرح جزوقتی اصحاب صفہ انہی کو کہا جائے گا جو باجماعت نمازوں کے علاوہ اپنے وقت کا اکثر حصہ حلقہ ہائے دروس اور علمی مجالس سے مستفید ہونے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے[19] اور اپنے آپ کو غافلانہ زندگی سے محفوظ رکھتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کی توصیف ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمائی ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ [20]

اس سلسلے میں داتا گنج بخشؒ لکھتے ہیں:

"جملہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سکونت پذیر تھی۔ عبادت پر آمادہ، تارک دنیا اور زندگی کے کاروبار سے منقطع باری تعالیٰ نے ان کی خاطر عتاب کیا اور فرمایا: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ

وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ [21]۔کلام پاک میں ان لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے اور پیغمبر کی کئی حدیثیں ان کی فضیلت پر موجود ہیں"[22]۔

داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب میں کئی ایک اصحاب صفہ کا ان کے بہترین القاب سے تذکرہ فرمایا ہے مثلاً لکھتے ہیں:

"اصحاب صفہ میں ایک رب جبار کی منادی کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے برگزیدہ اور مقرب حضرب بلال بن رباح تھے۔ دوسرے رب بے نیاز کے دوست اور نبی ﷺ کے محرم ابوعبد اللہ سلمان فارسیؓ، تیسرے مہاجرین وانصار کے سپاہی اور باری تعالیٰ کے رضا جو ابو عبیدہ ابن عامر بن عبد اللہ جراح، چوتھے برگزیدہ اصحاب اور زینت ارباب ابو الیقضان عمار ابن یاسر، پانچویں گنج علم خزانہ علم ابو مسعود ہذنی۔۔۔ بائیسویں کیمیاء بحر شرف اور صدق در توکل عبد اللہ ابن بدر جہنی [23]۔

اصحاب صفہ کا ایک طویل تذکرہ ہے جس پر کئی ایک کتب تحریر کی جاسکتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بطور مثال ونمونہ ذکر کرکے داتا گنج بخشؒ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔وہ کہتے ہیں: اگر تمام کا تذکرہ کیا جائے تو کتاب طویل ہو جائے گی[24]

یہ تذکرہ محض اس لیے کیا ہے کہ ان کا مقام اور خدمات سے امت کو آگاہ کیا جائے اور ان کا علم وفضل اور کارنامہ حیات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

"فی الحقیقت صحابہ کرام کا زمانہ بہترین زمانہ تھا اور یہ لوگ بہترین وقت میں گزرے ہیں۔اور تمام خلق میں بہترین تھے۔ باری تعالیٰ نے ان کو صحبت پیغمبر سے نوازا تھا اور ان کے دلوں کو عیوب سے محفوظ رکھا تھا[25]

خود نبی کریم ﷺ نے ان کے مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

خير القرون قرني الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم [26]

اسی طرح ان کی افضلیت کا تذکرہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ [27]

## مبحث دوم: کشف المحجوب کی روشنی میں اہل صفہ کا مقام اور کارنامہ حیات

اصحابِ صفہ کا مقام اور کارنامہ حیات بیان کرنے کے لیے وقت اور فرصت درکار ہے۔ان کے کارنامہ حیات کا طویل تذکرہ ہے، یہاں صرف چند جھلکیاں بیان کرنے پر اکتفی کرتا ہوں:

### حفاظت وحی اور تعلیمی سرگرمیاں

ان خاصان خدا اور جان نصارانِ رسول ﷺ کا عظیم کارنامہ حیات وحی اور علم کی حفاظت ہے، جس کے لیے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں۔جن کے بارے میں آیت کریمہ:" رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ " [28]

نازل ہوئی جس سے ان کے کارنامہ حیات کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں "انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے "(29) جیسا کہ درسگاہ صفہ کے طالب علم اور مدرس حضرت ابو الدرداء کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ تجارت کیا کرتے تھے، لیکن جب سورت نور کی مذکورہ آیت نازل ہوئی تو تجارت چھوڑ کر مسجد نبوی کے ذریعے دعوت و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

چونکہ دعوت و تبلیغ پیغمبرانہ مشن ہے، جس کے لیے علم ضروری ہے اور فرمان نبوی "العلماء ورثة الانبياء" کا تقاضا بھی ہے، بلکہ تعلیم و تربیت کی کامیابی کا انحصار ہی علم اور معلم پر ہے۔ اس بات کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

" معلم یا مدرس تو تربیت، دعوت اور توجہ میں اپنی مثال رکھتا ہے جیسے کہ دیوار کے لیے کنارے کا پتھر جس کے بغیر دیوار کی مضبوطی ناممکن ہے۔ معلم وہ پہلا وسیلہ تعلیم و تربیت ہے، جس پر مقصد و مبادی کی رسائی تک اطمینان کیا جاتا ہے۔ امت جس چیز کی طرف کوشش کرتی ہے اور زندگی کی امیدیں، پروگرام اور زندگی کی نوعیت، ان تمام کا تعلق معلم سے ہے" (30)۔

خود آپ ﷺ معلم ہی مبعوث کیے گئے تھے(31) اور تعلیم جو معاشرے کی خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے، اس پر اس قدر زور دیا اور عام کرنے کے لیے اس قدر کوششیں کیں کہ ایک روایت سے اندازہ ہوتا ہے۔ جس کی راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہے:

أَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ يَوْمًا فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُقْرِئُ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ عَلَى بَطْنِهِ فَصِيلٌ مِنْ حَجَرٍ يُقِيمُ بِهِ بَطْنَهُ مِنَ الْجُوعِ (32)

"ایک دن ابو طلحہ صفہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اصحاب صفہ کو کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر کا ٹکڑا باندھا ہوا تھا تا کہ کمر سیدھی ہو جائے"

نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ تعلیم پر خود توجہ دیتے رہے، بلکہ بہترین معلین کو مدینہ اور صفہ میں مقرر فرمایا تھا تا کہ معاشرے کی علمی، فکری اور اخلاقی بنیادیں مضبوط ہوں۔ معلمینِ صفہ میں آپ ﷺ کا نام سر فہرست ہے، جس کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی، عبد اللہ بن ام مکتوم عبد اللہ بن سعید بن العاص، بلال، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن مسعود، سعد بن مالک، صہیب رومی، سفینہ مولیٰ رسول ﷺ، معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، ابی بن کعب، عبدللہ بن عباس، ابو عبیدہ بن الجراح، ابو الدرداء، سعد بن عبید اوسی، ثابت بن زید، زید بن ثابت، قیس بن سکن، جابر بن عبد اللہ انصاری، وغیرہ رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں جو کتب حدیث و سیرت میں تفصیل سے مذکور ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصحاب صفہ وہ پاکیزہ نفوس ہیں کہ جن کے مساعی جلیلہ سے اطراف عالم میں دین اسلام کی بنیادیں مستحکم ہو سکی تھیں، چنانچہ ولیم میور مشہور مستشرق لکھتا ہے:

"اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ایک معلم مختلف قبائل کے وفود کے ساتھ ہمراہ روانہ کیا جاتا تھا، جس سے ساری سرزمین عرب اسلام کی روشنی سے منور ہوگئی تھی۔۔۔آنحضرت ﷺ نے ہر قبیلہ اور ہر شہر اور ہر قریہ میں اسلام کا منادی اور قرآن کا معلم مقرر فرمایا تھا، جن کا رات دن اور ہر وقت یہی کام اور یہی خیال اور دھن تھی کہ ناواقفوں کو واقف اور قرآن مجید کا ماہر بنایا جائے"[33]۔

روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی مدینہ میں آتا اور ان کا کوئی جان پہچان والا نہ ہوتا تو ان کو اصحاب صفہ کے پاس ٹھہرایا جاتا[34]۔اصحاب صفہ کے پاس ٹھہرانے کا ایک فائدہ یہ ہوتا کہ غریب الدیار کو جگہ ملتی اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا کہ وہ تعلیمات واحکامات اسلام سے بہرہ ور ہوتا، کیونکہ اصحاب صفہ علمی سرگرمیاں جاری وساری رکھا کرتے تھے۔ان پر معید وعریف یعنیHostel wardenاورTeaching Assistant مقرر تھے،جو ان کے علمی مشاغل میں معاونت کیا کرتے تھے۔جس سے ہر آنے والے اور ان کے ساتھ تشریف رکھنے والوں کو ضرور علمی فائدہ پہنچتا۔

امام سیوطیؒ رقمطراز ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تعلیم ونصیحت سے فارغ ہوکر تشریف لے جاتے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ حلقہ میں بیٹھ کر تعلیم کے سلسلہ کو اسی طرح جاری رکھتے پھر جب رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لاتے تو لوگ خاموش ہوجاتے، آپ ﷺ تشریف فرما ہونے کے بعد فرماتے کہ اسی عمل میں مشغول رہیں اور اس کو جاری رکھیں، کبھی کبھار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تعلیمی حلقہ سنبھال لیتے تھے[35]

اصحاب صفہ کے علمی سرگرمیوں کا اس قدر فائدہ ہوتا کہ اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔کثیر تعداد میں وفود کا ورود رہتا جن کی تعداد بعض اوقات بہت زیادہ ہوجاتی حتیٰ کہ 400 تک اس کی تعداد بڑھ جاتی اور علمی مجالس میں بعض اوقات جگہ نہ ملنے کی صورت میں بعض لوگ واپس چلے جاتے[36]

ان معلمین اور اصحاب صفہ کا علمی وتعلیمی میدان میں کارنامہ حیات بہت ہی روشن اور اہم ہے جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بئر معونہ میں تعلیمی غرض کے لیے آپ ﷺ نے ستر/70 صحابہ کو بھیجا تھا جن کو شہید کر دیا گیا۔چنانچہ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں:

"وفي وفد تميم سبعون أو ثمانون رجلاً..أسلم القوم وبقوا بالمدينة مدةً يتعلمون القرآن والدين"[37]

"بنو تمیم کے وفد میں ستر یا اسی آدمی تھے جو اسلام لائے اور مدینہ میں ایک مدت تک مقیم رہے تاکہ قرآن مجید اور دین کی تعلیم حاصل کریں"۔

اسی طرح اصحاب صفہ اور ان سے دین سیکھنے والوں کی کثیر تعداد کا تذکرہ ملتا ہے جو تیس ہزار سے بھی زائد تک پہنچ جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ علمی خدمات کے ضمن میں اصحاب صفہ کا کارنامہ حیات ہی قابل ذکر ہے، جنہوں نے نہ صرف علم دین کی

اشاعت میں نرالہ کارنامہ سرانجام دیا ہے بلکہ حفاظت دین اور انسانی حقوق کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت دستیاب فوجی دستوں کا کام بھی سرانجام دیا۔

مختصر یہ کہ وہ دن کو شہسوار اور رات کو عبادت گزار رہتے، جن پر دین کے ماننے والوں کو ہمیشہ ناز رہے گا اور رہتی دنیا تک ان کے کارنامہ حیات کو یاد رکھا جائے گا۔

## اصحاب صفہ کا مقام

چشم فلک نے کبھی ان جیسے نفوس قدسیہ کو نہیں دیکھا، بزبانِ قرآن وتورات ان کا تذکرہ یوں بیان ہوا ہے:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (38)۔

اس آیت نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب کو ان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ(39)

امام ابو نعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر حضرت جعیل رضی اللہ عنہ جو اصحاب صفہ میں سے تھے، کے بارے میں فرمایا:

«أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَجُعَيْلُ بْنُ سُرَاقَةَ خَيْرٌ مِنْ طِلَاعِ الْأَرْضِ كُلُّهُمْ مِثْلُ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ، وَلَكِنِّي تَأَلَّفْتُهُمَا لِيُسْلِمَا، وَوَكَّلْتُ جُعَيْلًا إِلَى إِسْلَامِهِ»(40)

"حضرت جعیل عینہ اور اقرع جیسے روئے زمین کے تمام آدمیوں سے بہتر ہے ان دونوں کو میں نے تالیف اسلام کے لیے دیا اور جعیل کو اس کے اسلام کے حوالہ کیا" یعنی جعیل اسلام میں ثابت قدم ہے۔

اصحاب صفہ جیسے ثابت قدم لوگوں پر فرشتے تک رشک کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ان سے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ(41)

"جبریل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم لوگوں کے فضائل بیان کرتا ہے"

رسول اللہ ﷺ اصحاب صفہ سے نہایت محبت رکھتے تھے اور ان کے رنج و غم پر نہایت رنجیدہ ہوا کرتے تھے، ان کا اندازہ اس سے لگا لیجیے کہ جب بئر معونہ میں سترہ اصحاب صفہ کو شہید کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے رعل وذکوان اور عصیہ وبنی لحیان پر ایک مہینے تک بددعا فرمائی۔

اصحاب صفہ سابقون الاولون ہے اور جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہیں چنانچہ ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَصُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّومِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَسَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ إِلَى الْجَنَّةِ» (42)

"میں اہل عرب، صہیب اہل روم، بلال اہل حبش اور سلمان اہل فارس میں جنت کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں"

اصحاب صفہ انسانوں میں سے وہ حضرات ہیں جن کے جنت منتظر ومشتاق ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ان کو مخاطب کرکے فرمایا: «إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ: عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ، وَسَلْمَانَ» (43)

دوسری روایت میں ہے:«أَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ اشْتَاقَتْ إِلَى أَرْبَعَةٍ مِنْ أَصْحَابِي... فَأَحَدُهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَالثَّانِي الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ، وَالثَّالِثُ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَالرَّابِعُ أَبُو ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ»(44)

"خبردار! میرے صحابہ میں سے جنت چار اشخاص، علی، مقداد، سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہم کی مشتاق ہے"

اپنی پیاری بیٹی کے محتاجی کے باوجود آپ ﷺ اصحاب صفہ کو ترجیح فرماتے، ایک موقع پر فاطمہ وعلیؓ نے آپ ﷺ سے غلام وکنیز کے لئے درخوست کی لیکن آپ ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا:

«لَا أُعْطِيكُمْ وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَلَوَّى بُطُونُهُمْ مِنَ الْجُوعِ، وَقَالَ: مَرَّةً: لَا أُخْدِمُكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوَى»(45)

"اللہ کی قسم ایسی نہیں ہو سکتا کہ آپ کو دوں اور اہل صفہ کو بھوک کی وجہ سے پیٹ بل کھاتے ہوئے چھوڑ دوں"

اصحاب صفہ کے فضائل وضاحت دیکھ کر اہل بیت ان سے محبت رکھتے تھے اور ان سے اس قدر نشت وبرخاست رکھتے تھے کہ اس بناپر عبد اللہ بن جعفرؓ کو حضور ﷺ نے ابو المساکین کا لقب دیا تھا(46)

چنانچہ ڈاکٹر مصطفی حلمی لکھتے ہیں:

"آنخضور ﷺ کی پیروی میں آپ کے اہل بیت بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے تھے اور ان سے گلے ملتے رہتے تھے، اور ان کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا موجب فلاح وصلاح سمجھتے تھے۔ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب، اور عبد اللہ بن جعفرؓ وہ بزرگ تھے جو اہل صفہ کی محبت کو دین کی محبت سمجھتے تھے، ان سے اس لیے تقرب حاصل کرتے تھے کہ اچھے اخلاق وآداب ان سے سیکھیں"(47)

آپ ﷺ نے فرمایا: «سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ» (48) سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔

مختصراً یہ کہ صفہ جو محض ایک درساگاہ نہ تھی بلکہ یہاں انسان تیار ہوتے تھے جنہوں نے دیگر انسانوں کے تیار کرنے اور انسانی حقوق کو عملاً دنیامیں نافذ کرکے دکھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

### اصحاب صفہ کا علمی مقام اور خدمات

اصحاب جو رسول اللہ ﷺ کے قریب ساتھی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے شاگردان رشید بھی تھے اور آپ ﷺ ان کے بیک وقت سرپرست اور مربی بھی تھے۔ مرکز علم صفہ سے ایسے نادر علماء پیدا ہوئے کہ جن کے مساعی سے دنیا میں علم وعمل اور ضابطہ وقانون کی پاسداری ممکن ہوئی۔ اس درس گاہ کے چند علمی میناروں کا بالاختصار تذکرہ درج ذیل ہے:

**عبداللہ بن مسعود الھذلی ؓ:** آپؓ وہ شخصیت ہیں جن کو زبان رسول ﷺ نے امام اور حبر اور فقیہ امت کے القاب سے یاد کیا ہو، ان کے علمی وجاہت اور مقام میں کیا شک ہو سکتا ہے: تجوید و قرآن کے ماہر اور امام، تازہ بتازہ قرآن پڑھنے والے جیسا کہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«من أحبَّ أن يقرأ القرآن غضاً كما أُنزل فليقرأه على قراءة ابنِ أُمِّ عبد»[49]

"جو چاہے کہ قرآن مجید کو ایسے تروتازہ سنے جیسے نازل ہوا ہے تو وہ عبداللہ ابن مسعود سے سنئے"

حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کو اہل کوفہ کے لئے بطور معلم و مربی روانہ کیا اور فرمایا کہ میں خود اس بات کا محتاج ہوں کہ ان سے استفادہ کروں لیکن تمہیں خود پر ترجیح دیتے ہوئے ابن مسعود کو بھیج رہا ہوں اور ساتھ فرمایا:

"وہ ایک مشک ہے فقہ سے بھری ہوئی، علم سے بھر ہوئی"[50]

**ابو ھریرہؓ:** آپؓ صفہ کے ہونہار طلبہ اور عاشقان رسول ﷺ میں شمار ہوتے ہیں، علم دین کے حصول کے سوا آپ کا کوئی کام نہیں تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ آپ ﷺ کے گرد شاگردوں کا یک انبوہ لگا رہتا اور پڑھاتے ہوئے رو پڑتے، ایک شاگرد نے آپؓ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا: ایک وقت وہ تھا کہ میں ایک عورت کا غلام تھا اور مجھے وہ ٹکڑے نصیب ہوتے جو اس کے کھانے میں سے بچ جایا کرتے تھے اور میں ان پر گزارا کرتا رہا اور آج اللہ نے حدیث رسول اللہ ﷺ کا امام بنادیا۔ پھر فرمایا:

«فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الدِّينَ قِوَامًا، وَجَعَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِمَامًا »[51]

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دین کے ذریعے اچھی زندگی دی اور مجھے حدیث رسول ﷺ کا امام بنادیا ہے۔

آپؓ کثیر الروایہ صحابہ میں شامل ہیں جن کی مرویات کی تعداد اٹھ سو سے زائد ہے۔

**حضرت سلمان فاسیؓ:** جو اپنے آپ کو سلمان بن اسلام بیان کرتے تھے، وہ حقیقت میں سچے عاشق اسلام تھے جن کی ایمانی پختگی کی شہادت آپ ﷺ نے اپنی زبان سے دی تھی اور وجاہت علمی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

سلمان عالم لا يدرك[52] سلمان کے علم ساحل بے کنارہ ہے۔

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا: عنده علم الاولين والاخرين[53] ان کے پاس اولین وآخرین کا علم ہے۔

الہامی کتب کے علاوہ آپؓ کے پاس مجوسی مذہب کا بھی علم تھا کیونکہ اسلام لانے سے پہلے آپؓ کا مذہب زردشت تھا۔ اس کے بعد عیسائیت قبول کی اور پھر عاشق اسلام بنے لہذا آپؓ کے پاس تورات، انجیل، زبور، ژوند اوستا اور قرآن وحدیث کا وافر علم تھا۔

**جابر بن عبداللہ انصاری ؓ:** آپؓ صفہ کے مکینوں میں سے وہ صحابی ہیں، جن کا اپنا حلقہ درس بھی مسجد نبوی میں لگا رہتا تھا اور بہت سارے صحابہ و تابعین نے آپؓ سے کس فیض کیا تھا۔ امام ابو حاتمؒ کا بیان ہے کہ سلیمان، ابو الزبیر، ابو سفیان اور شعبی و قتادہؒ جیسے

تابعین نے آپؓ سے روایتیں کی ہیں۔ آپؓ علم کے بہت ہی مریص تھے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؓ نے عبد اللہ بن انیس سے صرف ایک حدیث سیکھنے کے لئے ایک مہینے کا سفر کیا[54]

آپؓ بھی کثیر الروایہ صحابہ میں شامل ہیں، جن سے 1540 حادیث مروی ہے جن کو حضرت قتادہؒ نے لکھ کر محفوظ کر لیا ہے[55]

**زید بن ثابت :** آپؓ وہ صحابی ہیں جو کاتبین وحی اور مدونین قرآن مجید میں سے ایک ہیں۔ امام مسروقؒ کہتے ہیں:

" أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ مِنَ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ "[56] آپؓ علماء راسخین میں سے تھے۔

اس کے ساتھ ہی آپؓ کاتب وحی اور قرآن مجید کے پکے حافظ اور متقن بھی تھے۔ امام بن حجرؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وَأَعْلَمُهُمْ بِالْفَرَائِضِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ[57]

ان چند اصحاب صفہ کے تذکرے سے ان کا علمی وجاہت معلوم ہوا جو ان کے مقام اور کارنامہ حیات کا پتہ دیتا ہے۔

## مبحث سوم: اہل صفہ دور جدید کے لیے مقتدا و امام اور مشعل راہ

### زاہدین، صالحین اور اہل سلوک کے لئے مشعل راہ

حضرت داتا گنج بخشؒ نے جملہ امت کا اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ اصحاب صفہ جو مسجد نبوی میں سکونت پزیر تھے، عبادت پر امادہ تارک دنیا اور زندگی کے کاروبار سے منقطع[58] تھے۔ جس نے اپنا نام ہی سلمان بن اسلام رکھتا ہو اس کے زہد و تقویٰ اور منقطع عن الدنیا ہونے میں کیا شک باقی رہتا ہے۔ اس پر مزید ثبوت یہ کہ جو دنیا والوں سے کٹ کر اہل بیت میں شمار ہوگئے۔ جیسا کہ سلمان اور ابوذرؓ کو یہ مقام حاصل تھا: آپ ﷺ نے فرمایا تھا: **سلمان منا اهل البيت وابو ذر انت من اهل البيت**[59] جس نبی کے گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا یہ بھی اس گھرانے کے افراد تھے۔ الغرض زہاد و متقین کے امام بنے۔ اہل سلوک و طریقت کے راہنما تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں سرشار دنیائے فانی کی نعمتیں ان کو نہ بھائیں تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ جو اصحاب صفہ میں سے تھے اس سلسلے میں فرمایا کرتے تھے:

"دنیا میں پردیسی مسافر بن کر رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو[60]

جس طرح نبی کریم ﷺ نے دنیا کی بے وقعتی اور بے ثباتی کو بیان کیا ہے اور اس سے بے رغبتی کا اظہار فرمایا[61] ایسے میں آپ ﷺ کے پیاروں؛ اصحاب صفہ کے نظروں میں بھی دنیا کی کم مائگی تھی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

**واللہ لدنیا کم هذه اهون فی عینی من عراق خنزیر مجروم**[62]

عبد اللہ بن مسعودؓ جو رسول اللہ کے گھر میں اس قدر آتے جاتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہوا کہ وہ بھی اہل بیت میں سے ہیں، آپ نے اہل بیت سے کس قدر زہد و قناعت پایا تھا، چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں فرماتے:

«هُمْ كَانُوا أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا، وَأَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ» (63)

امام ابو نعیم اصفہانی ان کے بارے میں مزید آگے لکھتے ہیں:

"اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جنہیں حق تعالیٰ نے مادیت سے سراسر غافل رکھا اور انہیں سامان دینوی کے امتحان سے محفوظ رکھا اور انہیں تنگ دست فقراء کے لئے پیشوا بنایا۔۔۔ ہمہ وقت بارگاہ نبوی میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا ان کا سب سے بڑا مشغلہ تھا۔ ان کے فقر و فاقہ اور افلاس کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات کھڑے ہونے کی سکت نہیں رکھتے تھے اور دوران نماز ہی میں گر پڑے تھے"(64)

حضرت ثوبانؓ جو صفہ کے طالب علم اور زینت صفہ تھے، ایک مرتبہ آپ ﷺ سے سوال کر بیٹھے: اللہ کے رسول ﷺ مجھے کس قدر دنیا کافی ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا سَدَّ جَوْعَتَكَ، وَوَارَى عَوْرَتَكَ، وَإِنْ كَانَ لَكَ بَيْتٌ يُظِلُّكَ فَذَاكَ، وَإِنْ كَانَتْ لَكَ دَابَّةٌ فَبَخٍ» (65)

جو تیری بھوک کو روک دے، شرم گاہ کو چھادے، اور تیرے سائے کے لئے گھر ہو تو بس اور اگر سواری مل جائے تو بہت خوب۔ ایک اور موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ» (66)

"اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو اسلام سے سرفراز اور ضرورت کے مطابق رزق نصیب ہوا اور اس پر قانع رہا"

اصحاب صفہ مستغنی المزاج، پاک نفس، نیک ذات تھے، قرآن کریم کی تعلیم دینے، اور حدیث بیان کرنے سے ان کا مقصد اشاعت اسلام اور ہدایت امت تھا۔ وہ حب جاہ یا طلب مال کی حرص میں مبتلا نہ تھے۔ کیسی صحابی کے متعلق بھی کسی نے آج تک یہ بیان نہیں کیا کہ دروس قرآن مجید یا روایت حدیث کے بدلے یا کسی سے کچھ مال ملا ہو یا کسی اور فائدہ کی توقع کی ہو۔ ایسی نیک نفس جماعت کے متعلق سوائے اس کی کوئی خیال قائم نہیں کیا جاسکتا کہ روایت حدیث سے ان کی غرض تبلیغ احکام تھی اور ایسا ہی اکثر واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جو صفہ کے مدرسین و معلمین میں سے تھے فرماتے ہیں: میں نے اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو لکھنا اور قرآن مجید پڑھنا سکھایا تو ان میں سے ایک آدمی نے مجھے ایک کمان ہدیے میں پیش کی۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس مال و دولت تو نہیں۔ میں اس سے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کیا کروں گا۔ پھر میں نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا» (67)

اصحاب صفہ وہ بوریا نشین انسان تھے، جو دین اسلام کی خدمت اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے جس کے لئے معاوضہ لینے سے خوف زدہ رہتے، حصول علم مقصد اولین اور فرصت کے اوقات میں حصول رزق کے لئے محنت مزدوری کو سعادت سمجھتے تھے، چنانچہ امام سخاوی لکھتے ہیں:

"اصحاب صفہ کا سارا دن تعلم میں گزرتا تھا۔ فرصت کے وقت میں شہر سے شیرین پانی لاتے۔ رات میں جاکر جنگلوں سے لکڑیاں کاٹتے اوراسی سے اپنی معاش پیدا کرتے "(68)

اسی طرح ابن سعد نے الطبقات الکبیر میں لکھا ہے کہ وہ ستر (70) اصحاب رسول اللہ ﷺ جو بئر معونۃ کے واقعہ میں شہید کیے گئے تھے، قاری کہلاتے تھے، دن بھر لکڑیاں چنتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے (69)۔

اصحاب صفہ ایسے زاہد تھے کہ وہ دنیا طلبی سے کوسوں دور تھے۔ حضرت عمرؓ جو جز وقتی اصحاب صفہ میں شامل تھے جسے ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحوم نے Day Scholar کا نام دیا ہے۔ ایک بار آپ ﷺ نے آپ کو کچھ عطیہ دینا چاہا تو انہوں نے لینے یہ کہتے ہوئے کہ کسی محتاج کو دیا جائے انکار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ »
(70)

"اگر بغیر سوال کے مال میں سے کچھ آپ کے پاس آئے تو لے لیا کرورنہ نہیں۔ اور اس کے پیچھے نہ پڑ لیا کر"

بلکہ آپؓ ایسے زائد فی الدنیا تھے کہ خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود آپؓ کے کپڑوں میں کئی کئی پیوند لگے رہتے تھے۔

اصحاب صفہ میں اس قدر خشیت خداوندی تھی کے ایک مرتبہ عبد اللہ بن مسعودؓ جو خود اصحاب صفہ میں سے تھے، ایک لوہار کے دوکان سے گزرے تو حداد کے سرخ لوہے کو دیکھتے رہ گئے اور رونے لگے (71)

آج کے اہل سلوک وتصوف اور دین کے بے لوث خدمت کرنے والوں کے لیے حقیقت میں حضرات اصحاب صفہ سے بڑھ کر کون مقتداو پیشوا ہو سکتے ہیں ؟۔ بلکہ اس سلسلے میں ان کی خدمات اور افعال جلیلہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

## اصحاب صفہ ریاضت وعبادت میں راہنما اور مشعل راہ ہیں

اصحاب صفہ انسانوں کا وہ گروہ ہے جو حقیقت میں آج کے مصنوعی دور میں زہد و عبادت میں بھی امت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ حقیقت وہ اولین گروہ صوفیاء ہیں، جو ہمارے اس دور پر فتن میں امتِ مسلمہ کے لیے نمونہ عمل ہیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے چہروں کے پر عبادت وریاضت کے آثار کا قرآن وبائبل نے شہادت دی ہے، باری تعالیٰ نے فرمایا ہے:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (72)

مفسر پیر محمد کرم شاہ الازھریؒ ان اثار کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس سے مراد لاغری اور زردی بھی نہیں بلکہ اس سے مراد ہے جو عبادت گزاروں اور شب زندہ داروں کے باطن سے ان کے چہروں پر جھلکتا ہے خواہ وہ عابد زنگی اور حبشی کیوں نہ ہوں"(73) اور امام عِکْرِمَۃَ لکھتے ہیں:

"هُوَ السَّهَرُ يُرَى فِي وُجُوهِهِمْ وَعَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ قَالَ: مَوْضِعُ السُّجُودِ مِنْ وُجُوهِهِمْ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنْ وُجُوهِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "(74)

"اس سے مراد شب خیزی کے اثار ہیں جو دن کے وقت شب خیزوں کے چہروں سے نمایاں ہوتے ہیں۔ اور عوفی کہتے ہیں: اس سے مراد چہروں پر سجدوں کے جگہیں ہیں جو قیامت کے دن چمکتے ہوں گے"

اصحاب صفہ کی شب خیزی کی یہ حالت تھی ہے کہ وہ اپنے رب کے خوف سے رویا کرتے عبد اللہ بن عمر فرماتے تھے: دوزخ کی آگ کی یاد نے مجھے سونے سے روک رکھا ہے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھتے(75)

حضرت علی نے ایک موقع پر فرمایا:

"اللہ کی قسم! اصحاب رسول ﷺ رات کو بہت زحمت اور مشقت کیا کرتے تھے وہ اپنے گھٹنے اور پیشانیاں بار بار زمین پر رکھتے گویا جہنم کی آگ کا شور اپنے کانوں سے سنتے تھے اس حال میں صبح کرتے کہ بچوں کی طرح روتے رنگ زرد پڑ چکے ہوتے جیسے مصیبت کا پہاڑ ان پر ٹوٹ چکا ہو اور ذکر اللہ سے کانپ کر، آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر ایک رکعت میں سد سورتیں پڑھتے تھے"(76)

عبد اللہ بن مسعود اور دیگر اکثر صحابہ کرام رات کو نماز میں کھڑے ہو کر بعض اوقات ایک ہی آیت کو دہراتے دہراتے صبح کرتے۔ صحابہ کرام کا عموما نماز میں خدا خوفی و خشیت کی یہ حالت تھی کہ پاؤں سوجھ جاتے اور سوکھی لکڑی کی طرح کھڑے ہوتے کوئی بڑا حادثہ بھی ہوتا تو ان کو کوئی پتہ نہیں چلتا اور بدستور ان کو استغراق وانہاکِ عبادت کا نشہ چھڑا ہوا ہوتا۔ چنانچہ حضرت عمر کے شہادت کے واقعہ میں تیرا(13) صحابہ کرام شہید ہوئے تاہم اس نماز کو بغیر کسی افراتفری اور شور وشعب کے مکمل کی گئی۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کو مسجد سے اٹھا کر خلافت کدے میں لائے گئے اور ہوش میں آئے تو پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھی؟ میں نے کہا ہاں۔ تو فرمانے لگے:

" ولاحظ في الاسلام لمن ترك الصلوة فصلى عمر وجرحه يثعب دما" (77)

" جس نے نماز چھوڑ دی اسلام میں کوئی حصہ نہیں، پھر پانی منگا کر وضو کیا اور نماز پڑھی، اس حال میں زخم سے خون بہ رہا تھا"

حضرت ابو درداء اور حضرت سلمان آپس میں مواخاتی بھائی تھے۔ حضرت ابو درداء روزہ دار اور تہجد گزار تھے سلمان فارسی ایک دن آپ کے مہمان ہوئے ان کی بیوی کو بدحال پایا تو پوچھا یہ کیا حالت ہے؟ کہنے لگی تمہارے بھائی کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ کھانے کے وقت حضرت سلیمان فارسیؓ نے ابو درداء سے کہا: کھاؤ تو آپ نے جواب دیا میں روزے سے ہوں۔ حضرت سلیمان فارسی نے بھی کھانے سے انکار کیا، تو تب ابو درداء کو کھانا کھلایا۔ اور جب رات کو نماز پڑھنا چاہا تو

حضرت سلیمان فارسی نے کہا سو جا۔ آپ ؓ نے کئی بار ایسا کیا، تاہم حضرت سلیمان فارسی نے آخری شب میں ان کو اٹھایا اور دونوں کے نماز پڑھنے کے بعد حضرت سلیمان فارسی نے ابو درداء سے کہا تم پر خدا کا حق بھی ہے، تمہارے نفس اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ ہر ایک کا حق ادا کرنا چاہئے۔ حضرت ابو درداء جب آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: صَدَقَ سَلْمَانُ(78) سلمان نے درست کہا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ عثمان بن مظعون کا بھی احادیث میں ذکر ہے(79) اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا بھی مذکور ہے جو دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے، حضور ﷺ نے اس کو منع کرتے ہوئے فرمایا: ایسا نہ کرو کسی روز روزہ رکھا کرو، کسی روز چھوڑ دیا کرو، رات کو نماز بھی پڑھو اور سو بھی۔(80)

حضرت حذیفہ بن الیمان اصحاب صفہ میں سے جلیل القدر صحابی تھے عبادت و ریاضت میں آپ کو خاص انہماک تھا ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ تمام رات نماز پڑھی صبح کے وقت جب بلال نے اذان فجر دی تو اس وقت تک ان بزرگوں کی صرف چار رکعتیں ہوتی تھیں(81)

صحابہ کرام کی خشیت الی اللہ اور نماز میں شوق الی اللہ کی یہ حال ہوتی تھی کے جب وہ نماز میں ہوتے تو دنیا ومافیہا سے بے خبر ہوتے تھے چنانچہ حضرت عمر کے خلافت میں مصر میں عمرو بن عاص امیر لشکر اور شریک رزم گاہ تھے کہ رسد ختم ہوا تو صحابی یوقنا نے چار ہزار لشکر کے ساتھ قصبہ جوف کی طرف کوچ کیا۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر مقوقس شاہ مصر کے بیٹے ارطولیس نے اس حالت میں لشکر گاہ پر حملے کا ارادہ کیا اور جمعہ کے نماز کا وقت منتخب کیا۔ جب عمرو بن عاص نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز شروع ہوئی تو سجدے کی حالت میں ارطولیس کے سپہ سالار ماسیوس نے چار ہزار فوج کے ساتھ حملہ کیا تو عبادت گزاروں کی صفیں خاک وخون میں تبدیل ہوگئی لیکن وہ تھے کہ خشوع اور توجہ الی اللہ میں فرق نہ آیا اور اس کیفیت میں تین صفیں جام شہادت نوش کر چکی تھی، تاہم عین اس وقت یوقنا اپنی چار ہزار فوج کے ساتھ واپس پہنچ آئے۔ یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے ،عمامہ سر سے اتار کر زمین پر پھینک دیا اور مجاہدین کو عیسائی فوج کے خلاف للکارا۔ یہ سنتے ہی اسلامی لشکر نے مصریوں کو تلواروں کی دھار پر رکھ دیا اور ساتھ ہی عمرو بن عاص نے سلام پھیرا، اور جو نہی نماز ختم ہوئی تو باقی مسلمانوں نے بھی تلواریں سنبھال لی۔ دونوں طرف سے دشمن مسلمانوں کے حلقے میں تھا ماسیوس اپنے تمام لشکر کے ساتھ خاک وخون میں پڑیا دیا گیا۔ نماز میں مسلمانوں کی خشوع وخضوع کی یہ حالت تھی کہ 436 مجاہدینِ اسلام نے رکوع و سجود کی حالت میں جام شہادت نوش کیا تھا۔

آج ہمیں ان جیسے حقیقی خدا خوفوں کی ضرورت ہیں، جو محض ایک اللہ کے غلام ہوں، کسی انسان سے خوف زدہ نہ ہو۔ دین کے معاملے میں کسی مداہنت اور لو دو کے پالسی کے شکار نہ ہو۔

### ترویجِ دین کے لیے جدجہد کرنے والوں کے لیے مشعل راہ

اصحاب صفہ وہ گروہ تھا جن کو اللہ تعالی نے اقامت دین اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب کیا تھا، جن کی زندگی کے مشاغل میں دیگر انسانوں کے لیے تمام شعبہ ہائے زندگی میں راہنما اصول ملتے ہیں۔ نہ صرف ان کی خوف خدا، ریاضت، مجاہدہ، زہد و تقوی، حصولِ و حفاظت علمِ دین انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے بلکہ تبلیغ و ترویجِ اسلام کی جدوجہد میں امت کے لیے قائد تھے۔ وہ محض تارک الدنیا نہیں تھے بلکہ شہسواران راہ خدا بھی تھے۔ جہاد اصغر کے ساتھ جہاد اکبر بھی ان کا خاصہ ہے۔ اگر رات کے وقت خدا کے حضور جبین نیاز جھکائے رکھتے اور کسب معاش میں رہتے تو دن کے وقت دستہ مجاہدین اور شہسوار ان زرم گاہ حق و باطل رہتے، اور گردنیں کٹوانے کے لیے تیار رہتے وہ آیت: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا [(82)] کے عملی تصویر تھے۔ مصعب بن عمیر ریاست مدینہ کے سفیر اول کے ساتھ معلم اول بھی تھے اور اصحاب صفہ کے مکینوں میں سے تھے، جب احد کے میدان کارزار میں شہید ہو گئے، تو جسم کو ڈھانپنے کیلئے کپڑا بھی میسر نہ تھا، لہذا اس صورت حال میں پاؤں پر اذخر گھاس ڈالا گیا۔ اس وقت صحابہ کرام کو مخاطب کرتے آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے آپ کو مکہ میں دیکھا تھا جہاں تمہارے جیسا حسین و خوش پوشاک کوئی نہ تھا لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال الجھے ہوئے اور جسم پر صرف ایک چادر ہے، اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم قیامت کے دن بار گاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے"[(83)]

مشہور صحابی حنظلہ جیسے غسیل الملائکہ کا لقب دیا گیا ہے۔ اصحاب صفہ میں سے تھے ابھی ابھی اس کی شادی ہوئی تھی اور شب زفاف میں تھے کہ نفیرِ جہاد ہوا۔ اللہ کی رحمتیں ایسے پاک طینتوں پر ہو کہ غسل کا انتظار بھی نہیں کیا، شریک جہاد ہوئے اور شہادت نوش کیا، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ بشارت دی:

"والذي نفسي بيده، لقد رأيت الملائكة تغسله بين السماء والأرض في صحاف من ذهب بماء المزن " [(84)]

"میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت حنظلہ کو آسمان اور زمین کے درمیان بادل کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے تھے وجہ یہ تھی کہ ان کو جنابت سے غسل کا موقع نہیں ملا"

یہ ایسے شہوران میدانِ کارزار تھے کہ علم جہاد ہمیشہ تھامے ہوئے ہوتے تھے۔ حضرت علی جو اصحاب صفہ کے معلمین میں تھے۔ کئی موقعوں پر علم جہاد ان کے ہاتھوں میں بھی رہا ہے۔ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر میں علم جہاد کا خصوصی اعزاز ان کو عطا کیا، جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے فتح عطاء کی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ [(85)]

اسی طرح سعد ابن ابی وقاص کو بھی کئی موقعوں پر یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ وہ علم جہاد کو تھامے ہوتے تھے۔ غزوہ حنین کے سخت موقعہ پر آپ علم بردار تھے۔(86)

اسی طرح مختلف موقعوں پر میدان جہاد میں اسلامی فوج اور ریاست کے علم بردار کا اعزاز مصعب بن عمیر کو بھی حاصل رہا ۔غزوہ بدر میں سب سے بڑا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔(87) اور غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے قریب موجود تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے شبہ میں ان کو شہید کر دیے گئے۔(88) ابو ایوب انصاری جو فدایان رسول اور صفہ کے خوشہ چینوں میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فضائل جہاد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا(89)

"اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے صبح یا شام کو جانا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے"

اس نوید کو سن کر اصحاب صفہ جو فدایان اسلام تھے ،کیسے جہاد سے پیچھے رہ سکتے تھے بلکہ شریک جہاد کے لئے محض بہانے تلاش کرتے تھے چنانچہ امام ابن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ تبوک کے لیے روانگی کے موقع پر واثلہ بن اسقع نے بنو قینقاع کے بازار میں آواز دی: غنیمت میں میرا حصہ مجھے سوار کر کے لے جانے والے کا ہوگا کیونکہ میں پیدل تھا اور میرے پاس سواری نہیں تھی۔ کعب بن عجزہ نے انہیں بلا کر کہا: میں ایک بار تمہیں رات کو اور ایک باری دن کو بٹھاوں گا، تم میرے قبضے میں رہو گے اور تمہارا حصہ میرا ہوگا۔ اس پر آپ کے حصہ میں 6 اونٹنیاں آئیں تو آپ اسے لیکر کعب کے خیمے پر پہنچے اور کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے ذرا باہر نکل کر اپنی اونٹنیاں لے لیجئے۔ وہ ہنستے ہوئے نکلے اور کہنے لگے: اللہ تجھے برکت دے میں نے تمہیں کچھ لینے کے لیے نہیں اٹھایا۔(90)

اصحاب صفہ نے چھوٹے بڑے تمام غزوات و سرایا میں نہایت جوش وخروش سے اور دلیرانہ طریقہ سے حصہ لیا چنانچہ حضرت عکاشہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب بدر میں آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے انہیں درخت کی ایک شاخ دی کہ اس سے لڑو، جونہی اس نے اسے حرکت دی وہ تلوار بن گئی جس سے وہ غزوات میں برابر لڑتا رہا تاوقت یکہ وہ خلافت صدیق میں شہید ہوگئے۔(91) صفہ کے متعلم اور معلم عبد اللہ بن مسعود ہی تھے جنہوں نے دشمن اسلام ابو جہل کا سر قلم کیا تھا۔(92) اسی طرح صفہ کے مکین اور خوشہ چینِ علمِ نبوی حضرت ابو ھریرہ کہ وہ نہ صرف علمی دنیا کے لئے بلکہ دنیائے جہاد کے بھی امام ہیں وہ اپنا شوق جہاد کو یوں بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا۔ پس اگر میں نے اس کو پالیا تو اپنا جان ومال اس میں خرچ کروں گا، پھر اگر مارا گیا تو افضل شہدا میں سے ہوگا۔ اور اگر واپس لوٹ آیا تو میں ابو ھریرہ جہنم سے آزاد ہو چکا ہوں گا"(93)

اس بنیاد پر ہندوستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے 55 مجاہدین اصحاب رسول ﷺ یہاں تشریف لائے ہیں۔(94)

ان محسنین نے جس طرح دین اسلام کی حفاظت اور دفاع کیا۔ اپنی زندگیاں خدمت انسانیت کے لیے وقف کیں وقت آچکا ہے، ان ہستیوں کو مشعل راہ بناتے ہوئے دین سے مصنوعی تعلق کو حقیقی تعلق میں بدلا جائے۔ زہد وریاضتت ہو یا وحفاظتِ علم، یاامورِ ریاست میں ہر طرح مستعدی سے کام لینا، ان کی یہ تمام خصوصیات اور صفات اپنانا آج ہماری ضرورت ہے۔

## نتائج

- حقیقت یہ ہے کہ اصحاب صفہ نبی کریم ﷺ کے نرالے طریقہ تعلیم وتربیت سے اپنے تنگ و تاریک دنیا اور سوچ سے نکل کر وسعتِ فکر و نظر کے بنیاد پر دنیا کے امام بن گئے تھے۔
- تعلیم وتربیت اور تہذیبِ سماج میں اصحاب رسول ﷺ، خاص کر اصحاب صفہ کا کردار بنیادی، مثالی اور قابل تقلید ہے۔
- انصاف، قانون اوراصول ضوابط انسانی زندگی اور تہذیبی بقاء کے لیے ضروری ہے، جو اصحاب صفہ کا دنیا پر احسان اور انسانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔
- تمام شعبہ ہائے زندگی؛ قانون، معیشت، تعلیم، تربیت، خدمت خلق، امداد باہمی، عبادت وریاضت، تزکیہ نفس، میدان جہاد، انسانی تعلقات، الغرض ہر جہتِ حیات میں اصحاب صفہ انسانیت کے لیے مشعل راہ اور رہبر ہیں۔
- دنیا میں منظم جہد وجہد اور مثبت تبدیلی لانے کے لیے ان کی خدمات بمنزلہ اصول اور رہبر نسانیت ہے۔

## تجاویز وسفارشات

- انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے اسوہ رسول ﷺ اور سیرت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مطالعہ اور اس سے راہنمائی لینا از حد ضروری ہے، اس کو مشعل راہ بنالینا چاہیئے۔
- تمام شعبہ ہائے زندگی میں کامیابی کے لیے اصحاب صفہ کی زندگیوں سے راہنمائی لینا بطورِ خصوصی معلمین، متعلمین، مربیین راہنمایانِ اقوام، مبلغین اسلام، سیاسی مدبرین، سفرائے وطن وغیرہ کے لیے ضروری قرار دیا جائے۔
- انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کامیابی کے لیے تعلیمی اداروں میں ان روشن میناروں کی زندگیوں کا مطالعہ کسی نہ کسی طریقے سے شاملِ نصاب کیا جانا ضروری قرار دیا جائے۔

➢ ریاست کے مناصب پر فائز افرادِ کار کے لیے ان شخصیات کی زندگی اور کارناموں کا مطالعہ لازمی قرار دیا جائے۔

حواشی

........................................

() [1] بلیلاوی، ابو الفضل، عبد الحفیظ، مولانا، مصباح اللغات، مکتبہ دانیال لاہور، 2002ء، ص/446

([2]) ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، 1956ء، مادہ ص ف ف، 9/ 194

() [3] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، اسلامی ریاست، نیب پبلشرز لاہور، ندارد، ص/128

([4]) فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، دارد، ص/864

() [5] مصباح اللغات/446

() [6] مسند إمام أحمد بن حنبل ،تحقيق: أحمد محمد شاكر ، دار الحديث – القاهرة ،1995ء، حدیث نمبر:6317، 5/ 506

() [7] صحیح بخاری، حسب ترقيم فتح الباري ، دار الشعب – القاهرة ،طبع أول،1987ء، حدیث نمبر:6452

() [8] سنن ابو داود، حدیث:4005، السمھودی ، علی بن عبد اللہ، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1419ء، 323/1

() [9] تفصیلات کیلئے دیکھئے: درس گاہ صفہ کا نظام تعلیم وتربیت، راویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ لاہور، 2014، ص/89

() [10] البتونی، محمد حبیب، رحلۃ الحجازیہ، مطبع الجمالیۃ، مصر، 1329ھ، ص/240

() [11] فیروز اللغات اردو جامع، ص/864

([12]) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، Introduction to Islam، ترجمہ سید خالد جاوید مشہدی، بیکن بکس، لاہور، 2010ء، ص/55

() 13 ابن ماجۃ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، تحقیق: شعیب الأرنووط وغیرہ، دار الرسالہ العالمیہ 2009ء، ح/224، 1/ 151

() 14 ڈاکٹر نصیر احمد، پیغمبر اعظم وآخر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص/417

() [15] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار الجيل بيرت 1334ھ، حدیث:1969، 3/ 13

() [16] ڈاکٹر حمید اللہ، اسلامی ریاست، ص/128

() [17] محمد سلیم، سید پروفیسر اذکار سیرت، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی، 2005ء، ص/130

() [18] الآجُرِّيُّ ، محمد بن الحسين، الشريعة ،تحقيق: الدكتور عبد الله الدميجي ، دار الوطن الرياض، 1999ء، حدیث: 1161، 4/ 1685

(19) امیر الدین مہر، تعمیر معاشرہ میں مساجد کا کردار، النور پبلی کیشنز، 2005ء، ص/42

()20 النور/37

()21 الانعام/52

()22 کشف المحجوب، ص/139

()23 ایضاً، ص/140

()24 ایضاً، ص /142

()25 ایضاً/ 142

()26 الکتانی ، محمد بن جعفر، نظم المتناثر من الحدیث المتواتر، دار الکتب السلفیہ مصر، تحقیق: شرف حجازي، حدیث 1، 240/199

(27) التوبۃ/100

()28 النور:37

()29 المصباح المنیر فی تفسیر ابن کثیر 4/335

()30 ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، الاسلام والشباب، دار الفکر دمشق، 1991ء، ص/89

()31 انما بعثت معلما (قال محقق: في الزوائد إسناده ضعيف ،ابن ماجه، محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني ، السنن، دار الفكر – بيروت، تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي ،حدیث:۲۲۹۔

()32 الطبرانی ،سلیمان بن أحمد، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی بن عبد المجید السلفی، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرۃ 1994ء، حدیث 25، 284/114

()33 تاریخ القرآن، رحمانی، ص/3

()34 مصنف ابن ابی شیبہ 8/47، حلیۃ الاولیاء 1/298

()35 التراتیب الاداریۃ، القسم العاشر/327

()36 خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا تعلیم و تربیت/44

()37 ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 1/360

()38 الفتح/29

()39 الکہف/28

(40) أبو نعيم الأصبهاني، أحمد بن عبد الله ، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، السعادة - بجوار محافظة مصر، 1974ء، 353/1

()41 مختصر صحیح مسلم، حدیث/ 1898

()42 الطبرانی ،سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط، تحقیق: طارق بن عوض اللہ وغیرہ، دار الحرمین–القاہرۃ، حدیث: 3، 3036/241

(43) قال امام الترمذی:«هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ» ، سنن الترمذي،حدیث/ 3797،

تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وغيره ،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر1975ء،5/667

(44) الطبرانی ،المعجم الأوسط،دار الحرمین-القاهرة،حدیث: 7569،7/305

(45) إمام أحمد بن حنبل ،مسند ،تحقق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، مؤسسة الرسالة ، طبع اول،2001 ء،ح:2،596/34

(46) سنن ابن ماجہ،بَابُ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ، تحقیق:شعیب الأرنووط وغیرہ،دار الرسالہ العالمیہ،2009 ء،حدیث:4126،5/240

(47) الحیاۃ الروحیۃ فی الاسلام،ترجمہ،رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی انیڈ سنز لاہور،1964ء،ص/45

(48) الطبرانی ،المعجم الکبیر،حدیث:6040

(49) مسند احمد،حدیث/4255

(50) اعظمی ابو الحسن، علم قرآت اور قراء سبعۃ،ادارہ اسلامیات،لاہور،دسمبر1989ء،ص/92-93

(51) شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے،سنن ابن ماجۃ، تحقیق:ارنووط،حدیث:2445،3/512

(52) شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے، محمد ناصر الدین البانی، صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ،المکتب الإسلامی،حدیث :1788

(53) محدث دہلوی، اخبار الاخیار،کتب خانہ رحیمیہ دیوبند،ص/139

(54) فتح الباری، صفحات من صبر العلماء علی تراتر العلم والتحصیل الوعزہ،عبد الفتاح،میغہ پبلکیشنز لاہور،1429ھ،ص/38

(55) شرح صحیح مسلم مقدمہ غلام رسول سعیدی، فرید بک سٹال لاہور،2003ء،1/76

(56) البیہقی، سنن الکبری،حدیث:12198،ذہبی، شمس الدین، محمد بن أحمد، تذکرہ المفاظ ،دار الکتب العلمیہ بیروت-لبنان ،1998ء،1/28

(57) مسند احمد،حدیث:12904،ضیاء الدین المقدسي، الأحادیث المختارۃ،حدیث:2242، الاصابۃ3/23

(58) کشف المحجوب/139

(59) ابن ہشام1/475،امالی شیخ طوسی/1163،مولا اسفہانی کے متقی صحابی وصحابیات546

(60) "کُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ) وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ"سنن ابن ماجہ،حدیث:4114

(61) «لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ» سنن الترمذی،حدیث:2320

(62) نہج البلاغہ/228

(63) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء،1/136

(64) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء1/297-299

(65) لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ إِلَّا الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ ، معجم الاوسط،حدیث:9343

(66) سنن الترمذي،حدیث:2349

(67) ابن ماجہ، حدیث: 2157[ قال الألبانی: صحیح، مسند احمد، حدیث "22689

(68) التبرک المسبوک، شمس الدین، محمد بن عبد الرحان مکتبہ الطیب قاہرہ، 1417ھم ص177، حدیث:413

(69) الطبقات الکبیر 1/287

(70) صحیح بخاری، حدیث:6744

(71) ابن رجب، ابو الفرج، عبد الرحمان بن احمد، التخویف من النار، دار الفکر بیروت، 1413ھ، ص/25

(72) الفتح/29

(73) محمد کرم شاہ الازھری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2011ء۔4/569

(74) المَرْوَزِي، محمد بن نصر، ، مختصر[ قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر]، حدیث اکادمی، فیصل اباد– باکستان، طبع أول، 1988ء، 51/1

(75) امام احمد بن حنبل، کتاب الزھد، ترجمہ شاہ محمد چشتی، ادارہ پیغام القرآن، لاہور، 2009ء، حدیث نمبر:1082، ص/236

(76) شیخ مفید، امالی، تحقیق: الحسین استاد و علی اکبر غفاری چاپخانہ اسلامیہ نشر جماعۃ المدرسین فی الحوزہ العلمیۃ قم، ص/322

(77) البیهقي، ابو بکر، احمد بن الحسین، السنن الکبری ، 1/ 357

(78) صحیح بخاری، باب مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا آخِرَهُ ، حسب ترقيم فتح الباري ، دار الشعب ،2/66

(79) صحیح بخاری، باب ما يكره من التبتل والخصاء، دار ابن كثير ، اليمامة بيروت ، 1987ء، حدیث: 4786

(80) صحیح بخاری، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ،حدیث:1874

(81) العلامة محمد العثيمين، تفسير، موقع العلامة العثيمين،1/17 ، ابن قيم الجوزية ، محمد بن أبي بكر ، زاد المعاد في هدي خير العباد، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان ،طبع دوم،1986ء،1/331

(82) احزاب/23

(83) بخاری دار ابن کثیر، الیمامہ بیروت، حدیث:3684، سنن أبی داود، تحقیق: شعَیب الأرنؤوط وغیرہ، دار الرسالہ العالمیہ، 2009ء، حاشیہ حدیث:2876، دیکھئے: ایضا مصعب بن عمیر مقالہ سلیم تابانی مجلس التحقیق الاسلامی لاہور، مدیر حافظ مدنی، ماہنامہ محدث 1971ء

(84) ابن عبد البر، الِاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، 1/ 113 * السیوطی، محمد بن عبد الرحمان، الحبائک فے اخبار الملائک، ترجمہ: امداد اللہ انور، دار المعارف ملتان 2007ء، 313 * دیکھئے ابن حبان ح:7025

(85) صحیح بخاری، حسب ترقیم فتح الباری، دار الشعب، حدیث:4210

(86) ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبیر، تحقیق: إحسان عباس، دار صادر– بیروت، طبع أول، 1968ء، 1/365

(87) الطبقات الکبیر، 1/253

(88) صحیح بخاری، حدیث:3684

(89) صحیح مسلم، حدیث:3492

(90) داناپوری، عبدالروف حکیم، اصح السیر، مجلس نشریات اسلام کراچی،2004ء، 92/

(91) التبیان والتبیین /272، تذکار قراء /37

(92) صحیح بخاری، حدیث: 3962

(93) **البيهقى ، أحمد بن الحسين، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة ، دار الكتب العلمية –**

بیروت،1405 ھ، 6/ 336

(94) تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے: فقہائے ہند محمد اسحاق بھٹی